رسالہ اعداد الجنۃ للتوقی عن الشبہۃ فی اعداد البدعۃ والسنۃ

فرق در تقلید وبیعت شخصی

سوال: (۵۸۶) حضرت مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ایضاح الحق الصریح کی ایک عبارت نظر سے گذری، اس سے ایک شبہ واقع ہوالہذا اصل عبارت نقل کرنے کے بعد شبہ عرض کرتا ہوں ازالہ فرما کر تشفی فرمادی جاوے۔

عبارت: استحسانات اکثر متاخرین از فقہاء وصوفیہ کہ بناء بر ظن حصول بعضے منافع دینیہ و مصالح شرعیہ بدوں تمسک بدلیلے از دلائل شرعیہ واصلی از اصول عبادات یا معاملات اختراع می نمایند یا تحدید اصلی از اصول دینیہ حدوث خاصہ احداث می کنند یا ترویج امرے کہ شامل در قرون سابقہ بود بر روئے کار می آرند یا احتمال امرے کہ دراں از منہ مروج بود بعمل می آرند مثل نماز معکوس و وجوب تقلید شخصی معین از ائمہ مجتہدین و مثل تحدید، ذکر کلمہ تہلیل باوضاع مخصوصہ از اعداد و ضربات و جلسات و تحدید ماء کثیر بعشر فی العشر و ترویج مسائل قیاسیہ و کشفیہ و استغراق جمیع ہمت خود دراں و اخمال ظاہر کتاب و سنت مگر بطریق تبرک و تیمن ہمہ از قبیل بدعت حقیقۃ است وآنچہ در مقام عذر آں میگویند ہر چند کہ ایں امر محدث است اما مشتمل بر مصلحتے از مصالح دینیہ است یا اصل آں در شرع ثابت است اگرچہ خصوصیت مذکورہ محدث باشد پس مجرد ایں عذر امور مذکورہ را از حدبدعات خارج نمی گرداند الخ۔

دوسری عبارت: اما تخریجات متاخرین فقہاء مثل تحدید ماء کثیر بعشر فی العشر بنابر قیاس بر زمیں متعلقہ چاہ و مثل حکم بوجوب تقلید مجتہدے معین از مجتہدین سابقین و حکم بالتزام بیعت شخصی معین از شیوخ طریقت بناء بر قیاس بر اطاعت

امام وقت و التزام بیعت او وامثال آں از تخریجات غیر محصورہ کہ منقول از متاخرین فقہاو صوفیہ است وکتب فقہ و سلوک باں مملوو مشحون است واکثر اتباع ایشاں ہمیں تخریجات محدثہ را احکام شریعت واسرار طریقت می انگارند ہمہ از قبیل بدعات است ودلائل ایشاں ہمہ از قبیل لطائف شعر و نکات مخیلہ است کہ ہرگز احکام مذکور را از بدعت خارج نمی گرد انددر دائرہ شریعت ایمانیہ وطریقہ احسانیہ داخل نمی کنند الخ۔

تقریر شبہ: وجوب تقلید شخصی التزام بیعت شخص معین تحدید اعداد درود وظائف باوضاع مخصوصہ وغیرہ ایسے امور جن کی نافعیت فی الدین عند المحققین مجرب ہے یہ تو ظاہر ہے کہ یہ امور فی ذاتہا مقاصد میں سے نہیں بلکہ دیگر مقاصد دینیہ ضروریہ کے لئے مقدمات ہیں اور خود فی ذاتہا ایسے دنیاوی محضہ بھی نہیں کہ جن پر ترتب اجر کی توقع نہ ہو اور یہ امور بہیآتہا الکذائیہ زمانہ خیر القرون میں بھی پائے نہ جاتے تھے، گو ان کا اطلاق عمومات نصوص کے ماتحت داخل ہے مگر شخصیات کذائیہ ضرور محدث ہیں تو پھر ان میں اور دیگر بدعات میں جن کا اطلاق نصوص سے ثابت اور ہیئت کذائی محدث میں کیا فرق ہو گا اگر محض دنیاوی ہیں تو دلائل شرعیہ سے ان کا ثابت کرنا کیونکر درست ہو گا اور منکرین پر نکیر کرنا شرعاً کس طرح جائز ہو گا۔

الغرض اصل مسئلہ کی حقیقت اور حضرت شہیدؒ کی عبارات کا صحیح مطلب یا تحقیقی جواب تحریر فرما کر تشفی فرمادی جاوے اپنی اصلاح کے لئے خصوصی دعاء کا طالب ہوں۔ والسلام۔

الجواب: فی رد المحتار سنن الوضوء ان کان مما واظب علیہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم اوالخلفاء الراشدون من بعدہ سنۃ وّالا فمندوب و نفل الخ ص۱۰٦. ۱۳۰ فی الدر

المختار بحث النية والتلفظ عند الارادة بها مستحب هو المختار وقيل سنة يعنى احبه لسلف اوسنة علمائنا ولم ينقل عن المصطفى ولا الصحابة ولا التابعين بل قيل بدعت فى درالمحتار قوله قيل سنة عزاه فى التحفة والاختيار الى محمد وصرح فى البدائع بانه لم يذكره محمد فى الصلاة بل فى الحج فحملوا الصلوة على الحج قوله الخ اشاربه للاعتراض على المصنف بان معنى القولين واحد سمى مستحبا باعتبار انه احبه علماء ناو سنة باعتبار طريقة حسنة لهم ام لاطريقة النبى صلى الله عليه وسلم كما حرره فى البحرقوله بل قيل بدعت نقله فى الفتح وقال فى الحيلة دلعل الاشبه انه بدعة حسنة عند قصد جمع العزيمة لان الانسان قد يغلب عليه تفرق خاطر وقد استفاض ظهور العمل به فى كثير من الاعصار فى عامة الامصار فلاجرم انه ذهب فى المبسوط والهداية والكافى الى انه ان فعله ليجمع عزيمة قلبه فحسن فيندفع ماقيل انه يكره الخ فى درالمختار احكام الامامة ومبتدع اى صاحب بدعة وهى اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لالمعاندة بل بنوع شبهة فى روالمحتار قوله اى صاحب بدعة اى محرمة والا فقد تكون واجبة كنصب الادلة على اهل الفرق الضالة و تعلم النحو المفهم للكتاب والسنة و مندوبة كا حداث نحو رباط ومدرسة و كل احسان لم يكن فى الصدر الاول و مكروهة كزخرفة المساجد و مباحة كالتوسع بلذيذ الماكل والمشارب والثياب كما فى شرح الجامع الصغير المناوى عن تهذيب النووى و مثله فى

الطريقة المحمدية للبركوى

ان عبارات سے امور ذیل مستفاد ہوئے (اول) سنت کے کئی معنی ہیں منقول عن الرسول صلى الله عليه وسلم والخلفاء الراشدين كمادكرفى عبارة واظب عليه الرسول صلى الله عليه وسلم او الخلفاء الراشدون منقول عن الرسول صلى الله عليه وسلم او الصحابة اوالتابعين كمافى عبارة ازلم ينقل عن المصطفى ولا الصحابة ولا التابعين منقول عن العلماء كما فى عبارة اوسنة علماء نافى تفسير السنة وفى عبارة انه طريقة حسنة لهو اى العلماء اور چونکہ بدعت مقابل سنت کے ہے کما ہو ظاہر۔ اس لئے اسی طرح پر بدعت کے بھی کئی معنی ہوں گے۔ یعنی سنت کے ہر معنی کے مقابل (۱) غیر منقول عن الرسول (۲) غیر منقول عن الرسول والخلفاء، (۳) غیر منقول عن الرسول اوالصحابۃ اوالتابعین، (۴) غیر منقول عن العلماء اور یہ تعدد محض ظاہری ہے۔ ورنہ حقیقت میں سنت کے معنی ہیں۔ هى الطريقة المسلوكة فى الدين كما هو مذكور بعد العبارة الاولى باسطر اور سب معانی سنت کو شامل ہیں اور بدعت کے معنے ہیں اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لالمعاندة بل بنوع شبهة يا بعنوان ديگر ما احدث على خلاف الحق المتلقى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من علم اوعمل اوحال الخ كذا فى الدر المختار ورد المحتار فى بحث الامامة قلت وهذا التلقى عام كان بلا واسطة اوبواسطة الادلة الشرعية كما هو معلوم من القواعد و هذا المعنى الحقيقى للبدعة مراد فى قوله صلى الله عليه وسلم من احدث فى امرنا هذا ماليس منه افهورد الحديث اى ادخل فى

الدین ماھو خارج من الدین والثابت بالادلۃ داخل فی الدین لاخارج منہ،

پس سنت حقیقیہ و بدعت حقیقیہ جمع نہیں ہو سکتیں، لیکن بدعت صوریہ سنت حقیقیہ کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے چنانچہ تلفظ بہ نیت الصلوٰۃ کو سنت کہا گیا ہے، بعض معانی کے اعتبار سے کہ وہ معنی ایک قسم ہے سنت حقیقیہ کی اور بدعت بھی کہا گیا ہے بعض معانی کو سنت کے مقابلہ کے اعتبار سے اسی لئے حلیہ کی عبارت مذکورہ میں اس کو بدعت مان کر حسن کہا گیا ہے، جو صریح ہے جواز اجتماع بعض اقسام بدعت مع السنۃ الحقیقیہ میں اور یہ اجتماع حضرت عمرؓ کے قول نعمت البدعۃ سے بھی مؤید ہوتا ہے جیسا جزئی حقیقی کلی کے ساتھ جمع نہیں ہوتی اور یہاں سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بدعت حسنہ کی جو بعض اکابر نے نفی کی ہے اور مشہور اثبات ہے یہ نزاع لفظی ہے نافی نے اپنی اصطلاح میں بدعت کو حقیقی کے ساتھ خاص کیا ہے، اور مثبت نے بدعت کو عام لے لیا ہے، اور یہی راز ہے کہ صحابہ کو تو کسی امر کے منقول عن الرسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہونے سے اس کے سنت ہونے میں تردد ہوتا تھا، اور بعد کے حضرات کو صحابہ یا تابعین سے منقول نہ ہونے سے تردد ہوتا تھا وہلذا حتی کہ ہمارے لئے وہ چیز بھی سنت ہو گی جو علماء راسخین نے اصول شرع سے سمجھا ہے۔ اس سے بھی تعداد معانی سنت کی تقویت ہو گئی جب یہ مقدمہ ممہد ہو چکا اب مولانا کے کلام کی طرف متوجہ ہوتا ہوں ان دونوں عبارتوں میں جن چیزوں کو بدعت قرار دیا ہے ان کا بالمعنی الاعم بدعت ہونا تو منافی سنت نہیں لیکن بدعت بدعت حقیقیہ ہونا اس صورت میں صحیح ہے جب ان کو احکام مقصودہ فی الشرع سمجھا جاوے، اس وقت ان پر بدعت حقیقیہ کا حکم کرنا صحیح ہو گا، چنانچہ دوسری عبارت میں یہ قول اس کا قرینہ ہے ہمیں تخریجات محدثہ را احکام شریعت و

اسرار طریقت می انگارند۔ اور عبارت اول کو اسی پر محمول کیا جاوے گا کیونکہ محکوم علیہ دونوں عبارات میں ایک ہی چیزیں ہیں بتفاوت یسیر لایعتبر ولایوثر فی الحکم، پس مولانا کے کلام کی تو توجیہ سے فراغت ہوئی، لیکن اگر کوئی شخص ان کو احکام مقصودہ فی الشرع نہ سمجھے اور ان کے بدعت وغیر بدعت ہونے کی تحقیق کا طالب ہو تو اس کے لئے ایک ایک جزئی کی تفصیل کرتا ہوں، اسی سے قواعد کلیہ بھی سمجھ میں آجاویں گے جن سے دوسرے امور غیر مذکورہ فی المقام کا بھی حکم ہو جاوے گا پس معروض ہے۔

نماز معکوس کا دین سے کوئی تعلق نہیں وہ ایک قسم کا مجاہدہ ہے اور مثل معالجات طبیہ کے نفس کی تادیب کے لئے ایک معالجہ ہے، اس درجہ میں اس کو سمجھنا بدعت نہیں، البتہ اگر اس سے کوئی بدنی ضرر کا اندیشہ ہو تو معصیت ہے ورنہ مباح مثل دیگر ریاضات بدنیہ کے اور اگر اس کو کوئی قربت سمجھے تو بدعت ہے۔

تقلید شخصی اس کو حکم مقصود بالذات سمجھنا بیشک بدعت ہے، لیکن مقصود بالغیر سمجھنا یعنی مقصود بالذات کا مقدمہ سمجھنا بدعت نہیں بلکہ طاعت ہے۔

تحدید کلمہ تہلیل الخ ذکر کو مقصود سمجھنا اور مطلق زیادت عدد کو زیادت اجر کا سبب سمجھنا اوضاع وضربات وجلسات کو از قبیل مصالح طبیہ سمجھنا بدعت نہیں اور خود ان کو قربات سمجھنا بدعت ہے۔

تحدید ماء کثیر اس کو مقصود سمجھنا بدعت ہے اور عوام کے انتظام کے لئے بلاشبہ مطلوب بالغیر ہے۔

ترویج مسائل قیاسیہ وکشفیہ واستغراق تجمیع ہمت خود دراں الخ اس میں ظہور مراد کا قرینہ خود اس کے بعد موجود ہے یعنی احتمال ظاہر کتاب سنت مگر بطریق

تبرک وتیمن اس طریق پر بدعت ہونے میں کیا شبہ ہے لیکن اگر ہر چیز اپنے درجہ میں رہے تو وہ بدعت نہیں اور جو درجہ اعمال میں بدعت ہے اس میں یہ عذر بعد میں مذکور ہے ظاہر ہے کہ نافع ومقبول نہیں جیسا مولانا نے فرمایا۔

حکم بالتزام بیعت اس پر مبنی کیا گیا ہے اس اعتبار سے بیشک بدعت و زیادت فی الدین ہے اور اگر دوسری بناء صحیح ہو اور وہ بناء وہ ہے جس کے اعتبار سے طبیب کے اتباع شخصی کا التزام کیا جاتا ہے اور اسی کے لوازم میں سے اس کا قائل ہونا بھی ہے کہ اس کے التزام کو ترک کر دینا یا دوسرے کے اتباع سے بدل دینا جائز ہے تو اس صورت میں کوئی وجہ نہیں بدعت ہونے کی اس کے بعد تخریجات کی نسبت جو فرمایا ہے محمل اس کا وہی صورت ہے جب حدود سے آگے بڑھا دیا جاوے اعتقاداً یا عملاً آگے ان کے دلائل کے متعلق فرمایا ہے مراد ان سے وہ دلائل ہیں جو اکثر جہلاء کالعلماء نے ان مقاصد پر اختراع کئے ہیں نہ کہ دلائل صحیحہ جو بفضلہ تعالیٰ احقر کی تالیفات میں مذکور ہیں اس کے بعد تقریر شبہ میں سوال کیا گیا ہے کہ ان میں اور دیگر بدعات میں کیا فرق ہے اگر اہل بدعت ان کو حدود سے نہ بڑھاتے تو یہ سوال سب امور میں تو نہیں بعض امور میں صحیح تھا لیکن مشاہدہ ہے کہ وہ ان بدعات کو داخل دین بلکہ عبادات منصوصہ سے بدر جہا زیادہ اور موکد خواہ اعتقاداً یا عملاً سمجھتے ہیں اور محتاطین سے اس قدر بغض رکھتے ہیں جتنا کفار سے بھی نہیں اور امور مذکورہ بالا کے اختیار کرنے والے ایسے غلو سے منزہ ہیں پس ان دونوں قسم کے اعمال میں فرق ظاہر ہے۔

الکلام علی سبیل التنزل فی المقام

جو توجیہ حضرت مولانا شہیدؒ کے کلام کی ذکر کی گئی ہے اگر اس کو کوئی قبول نہ کرے تو اخیر جواب یہ ہے کہ مولانا نہ مجتہد تھے نہ اپنے سے سابق

علماء سے فائق تھے اگر ہم مولانا کا ادب تو ملحوظ رکھیں اور ان کے ارشاد کو حجت نہ سمجھیں تو ہمارے کسی التزام کے خلاف نہیں غایت مافی الباب ان کے اس ارشاد سے یہ مسائل بھی مختلف فیہ ہو جاویں گے جس میں نہ قائل پر ملامت نہ قائل کا اتباع واجب، واللہ اعلم، ولقبت ہذہ العجالۃ باعداد الجنۃ للتوقی عن الشبہۃ فی اعداد البدعۃ والسنۃ

(کتب ساتع رمضان ۵۲ ۱۳ھ النور محرم ۵۴ھ ص ۱۰)

تقلید و اتباع میں فرق ہے یا نہیں

سوال : (۶۰۸) علمائے اہل حدیث...... لفظ اتباع و تقلید کے مفہوم میں فرق کرتے ہیں۔ مجھ کو اس میں عرصہ سے ذوقاً و اتباعاً للاکابر کلام ہے اھ (اس کے بعد اس فرق اور اتحاد کو ایک طویل تقریر میں نقل کیا ہے)

الجواب : اتباع و تقلید میں جو فرق بدرجہ تباین یا اتحاد بدرجہ تساوی دونوں قولوں میں نقل کیا گیا ہے، وہ سمجھ میں نہیں آیا، جو میرے ذہن میں آتا ہے وہ عرض کرتا ہوں۔

اول ایک مقدمہ ممہد کرتا ہوں، پھر اپنا خیال لکھوں گا،

مقدمہ یہ ہے کہ لفظ تقلید فنون شرعیہ میں بوجہ اصطلاح کے لغوی معنی میں مستعمل نہیں، اور اتباع میں کوئی اصطلاح منقول نہیں، اس لئے وہ اپنے لغوی معنی میں مستعمل ہے اور اس کے لغوی معنی ظاہر ہے کہ تقلید سے عام ہیں، اب سوال کا جواب ظاہر ہے کہ ان دونوں کے معنی میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے یعنی اتباع عام ہے ہر موافقت کو خواہ وہ تقلید ہو یا غیر تقلید حتی کہ اگر متبع کے پاس مستقلاً بھی دلیل ہو یعنی وحی جیسے ارشاد ہے۔ ثُمَّ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا یا جیسا ارشاد ہے فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ یا دلیل مستقل بالمعنی المذکور کا اتباع ہو جیسے ارشاد ہے اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ

اِلَيْكُمْ من ربكم ما انزل خود دلیل شرعی ہے یا صاحب دلیل مستقل بالمعنی المذکور کا اتباع ہو جیسے ارشاد ہے لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ۔ یا متبع دلیل کا اتباع ہو جیسے ارشاد ہے وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ، مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ خود دلیل واضح ہے، اس کے اتباع کو اتباع کہا گیا، اور ان سب اتباعوں پر تقلید مصطلح صادق نہیں آتی حتی کہ مجتہد کے لئے تقلید مجتہد کی اجازت نہیں دی جاتی، اور اتباع سے منع کی کوئی وجہ نہیں، اور تقلید کی اصطلاحی تفسیر میں گو کچھ اختلاف بھی ہو مگر ہر تفسیر پر وہ خاص ہے، اتباع مجتہد کے ساتھ محض دلیل اجمالی کی بناء پر بلا انتظار دلائل تفصیلیہ کے گو دلائل معلوم بھی ہو جاویں مگر ان کا انتظار نہیں ہوتا حتی کہ اگر دلیل معلوم نہ ہوتی یا معلوم ہونے کے بعد اس میں کوئی شبہ غیر قطعیہ عارض ہو جاوے، تب بھی اتباع کا التزام باقی ہے اور کسی جگہ دونوں کا جمع ہو جانا خواہ حق میں یا باطل میں یہ تباین کے تو منافی ہے مگر تساوی کو مستلزم نہیں، اصل مفہوم دونوں کا تتبع موارد استعمال سے یہی معلوم ہوتا ہے، لیکن تجوزات بالقرائن کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور حاصل اختلاف قائلین بالاتحاد اور بالتباین کا نزاع لفظی ہے جو تابع ہے تفسیر الفاظ کا جس سے احکام واقعیہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا حق حق ہے خواہ اس کا کچھ نام رکھ لیا جاے (۳ شعبان ۱۳۵۴ھ (النور ص ۷ رمضان ۱۳۵۵ھ) اور باطل باطل ہے خواہ اس کا کچھ نام رکھ لیا جائے۔ واللہ اعلم۔

(امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۲۰۶)

حکم اقتداء خلف غیر مقلد و مبتدع و مخالف مذہب مقتدی

سوال (۲۹۳) غیر مقلد کے پیچھے حنفی کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں اور کیسے ہوتی ہے۔

الجواب: غیر مقلد بہت طرح کے ہیں۔ بعضے ایسے ہیں کہ ان کے پیچھے نماز

پڑھنا خلاف احتیاط یا مکروہ یا باطل ہے چونکہ پورا حال معلوم ہونا فی الفور مشکل ہے اس لئے احتیاط یہی ہے کہ ان کے پیچھے نماز نہ پڑھی جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۱۴ جمادی الثانیہ ۱۳۲۵ھ

(امداد صفحہ ۹ ج ۱)

سوال (۲۹۴) بعض موحد مومن نیت پیچھے بدعتی کے نہیں کرتے یہ کیسا ہے اور بعض کا قول ہے کہ پڑھ لیوے مگر دوبارہ اپنی نماز اعادہ کر لیوے۔

الجواب: ہر چند کہ مبتدع کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے کمافی الدر المختار و مبتدع مگر تنہا پڑھنے سے جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہے وفی النہر صلی خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعۃ در مختار وفی رد المحتار افادان الصلوۃ خلفھما اولی من الانفراد اہ اور اعادہ ہر چند کہ وقت ترک سنت کے مستحب ہے لیکن بعض طیکہ اعادہ (اس وقت یہی ذہن میں آیا اور اصل دلیل یہ ہے کہ جو سنت نماز میں داخل ہے اس کے ترک سے اعادہ ہے یہاں ایسا نہیں ۱۲ منہ) میں ترک سنت لازم نہ آوے۔ اور یہاں اعادہ میں ترک جماعت کہ سنت ہے لازم آتا ہے پس اعادہ کچھ ضرور نہیں

(امداد صفحہ ۱۰۲ ج ۱)

سوال (۲۹۵) اگر بعد اذان مغرب کے باوجود موجود ہونے امام کے چھ سات منٹ توقف کیا جاوے بعذر یا بغیر عذر کے آیا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: تخلف جماعت سے خواہ مغرب میں ہو یا دوسرے وقت میں بے عذر بہت برا ہے کما ورد لایتخلف عنھا الا المنافق البتہ اگر کوئی عذر شرعی ہو یا امام موافق المذہب کا انتظار تو جائز ہے۔ مثلاً شافعی امام پہلے پڑھتا ہے اگر حنفی کے انتظار میں بیٹھا ہے کچھ حرج نہیں۔

(عبارت واضح نہیں اس وقت مطلب یہ سمجھا گیا تھا کہ امام نماز شروع کرادے پھر بھی کوئی شخص علیحدہ بیٹھا رہے یہ کیسا ہے جواب اسی پر منطبق ہے۔ اور اگر سوال کا یہ مطلب ہو کہ امام اور جماعت سب کے سب کسی وجہ سے ٹھیرے رہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب تک وقت مستحب باقی رہے تاخیر جائز ہے۔ مغرب میں بھی اذان سے نماز کا اتصال واجب نہیں ۱۲ منہ مگر اس جواب پر بھی بعض علماء نے کلام کیا ہے جو کہ ملخصات تتمہ اولیٰ میں درج ہے اور ہم نے اصطلاحات میں اس کا جواب دیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یہاں حکم جواز سے مطلقاً کراہت کی نفی مقصود نہیں ہے بلکہ کراہت تحریمی کی نفی مقصود ہے

(۱۲ تصحیح الاغلاط صفحہ ۱۷)

ولوكان لكل مذہب امام كمافى زماننا فالا فضل الاقتداء بالموافق سواء تقدم او تاخر على ما استحسنه عامة المسلمين و عمل به جمہور المؤمنين من اهل الحرمين والدمشق و مصرو الشام ولا عبرة بمن شنمنهم شامى ج١ ص٣٧٩ والله اعلم

اقتداء بغیر مقلد

سوال (۲۹۶) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ کی بابت کہ آمین بالجہر و رفع الیدین اور نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھنے والے و نیز امام کے پیچھے الحمد پڑھنے والوں کے پیچھے ہم اہلسنت جماعت کو نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ جواب قرآن شریف و حدیث سے ہو۔

الجواب: ان لوگوں کا اختلاف حنفیہ کے ساتھ صرف ان ہی مسائل فرعیہ میں ہے یا عقائد میں بھی اور یہ لوگ امام ہونے کی حالت میں آیا مسائل طہارت میں

مراعات خلاف کی کرتے ہیں یا نہیں۔ ۲۸ر شعبان ۱۳۳۷ھ

(تتمہ خامسہ صفحہ ۹۰)

سوال (۲۹۷) تمہید مسئلہ اقتداء بالمخالف کے باب میں ایک قول کی نسبت علم الفقہ میں یہ عبارت ہے۔ درحقیقت یہ قول بالکل بے دلیل اور نہایت نفرت کی نظر سے دیکھنے کے قابل ہے۔ اگر اس قول پر عمل کیا جاوے تو آپس میں سخت افتراق پڑ جائے گا اور بڑی مشکل پیش آئے گی۔ اس پر غلاۃ فی البدعات نے غیر مہذب عنوان سے رد لکھا۔ اور مؤلف کے حق میں یہ الفاظ لکھے نہ سنی ہے نہ حنفی نہ اسے امام بنانا حلال نہ اس کے پیچھے نماز جائز نہ اس کا وعظ سننا روا (وہ) خود رائے ہے اور کج فہم دبے ادب ائمہ کے ساتھ گستاخ اور مسائل شرعیہ کی توہین کرنے والا اور خود اپنے اقرار سے فاسق معلن وہابی غیر مقلد ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے اور نہ اس کا وعظ سننا چاہیئے۔ وہ عوام الناس کو گمراہ کرتا ہے اس کے نزدیک ہرگز نہ جانا چاہئے ایسے گندم نما جو فروش سے اجتناب چاہئے۔ اس کو فاسق سمجھیں اس کی مدح نہ کریں کہ فاسق کی مدح سے غضب ذوالجلال اترتا ہے غیر مقلدین کے بعض عقائد کو اچھا سمجھنے کے سبب مستحق کفر ہے آہ مولف کی جماعت نے خانقاہ کی تحریر چاہی اولاً عذر کر دیا گیا ثانیاً مکرر استدعاء پر جواب ذیل دیا گیا۔

مکرمی سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ لفافہ حاملہ تین قطعات مطبوعہ اور کارڈ موصول ہوئے مجھ کو جواب تحریر کرنے کا مکرر مشورہ دیا گیا ہے امتثالاً للامر کچھ لکھتا ہوں (اور اگر رائے ہو میری طرف سے اس کی اشاعت کی بھی اجازت ہے) جس کے ملاحظہ سے معلوم ہو جائے گا کہ میں جواب کس عذر کے سبب نہ لکھتا تھا حاصل اس عذر کا یہ ہے کہ میرا جواب اصل مسئلہ کو من کل الوجوہ مفید نہیں اور میری کیا تخصیص ہے شاید کسی حنفی سے ایسا جواب

ملنے کی توقع نہ ہو گی جو من کل الوجوہ مفید اور موافق ہو گو من وجہ جو ایک اعتبار سے اصل مقصود ہے ضرور مفید ہے۔

امر اول: اس لئے کہ اس مسئلہ فرعیہ میں مجملہ اقوال مختلفہ کے میرے نزدیک احوط وہ تفصیل ہے جو در مختار میں بحر سے نقل کی ہے بقولہ ان یتقن المراعات لم یکرہ او عدمھالہ یصح وان شك کرہ اور جس کی ترجیح ردالمحتار میں حلبی سے نقل کی ہے بقولہ ھذا ھو المعتمد لان المحققین جنحوا الیہ وقواعد المذھب شاھدۃ علیہ الخ البتہ اس تفصیل کے جزو ثالث کو میں ماؤل و مقید سمجھتا ہوں تاویل یہ کہ مراد کراہت سے خلاف اولیٰ ہے تقیید یہ کہ اپنے مذہب کا امام بدوں ارتکاب کسی محذور اعراض عن الجماعۃ وغیرہ کے میسر ہو ومبنی التاویل مانقلہ فی رد المحتار عن حاشیۃ الرملی علی الاشباہ الذی یمیل الیہ خاطری القول بعدم الکراھۃ اذالم یتحقق منہ مفسد اھ ووجہ التقیید ظاھر۔ نیز مراعات کا محل صرف فرائض ہیں۔ کمافی رد المحتارای المراعات فی الفرائض من شروط ارکان فے تلک الصلوۃ وان لم یراع فی الواجبات والسنن کما ھو ظاھر سیاق کلام البحرو ظاھر کلام شرح المنیۃ ایضاً حیث قال واما الاقتداء بالمخالف فی الفروع کا لشافعی فیجوز مالم یعلم منہ مایفسد الصلوۃ علی اعتقاد المقتدی علیہ الاجماع انما اختلف فی الکراھۃ اھ قلت وفی التمثیل بالشافعی الذی الاصل فیہ عدم التعصب خرج من الحکم القائلون بحرمۃ التقلید المدعون للاجتھاد لانفسھم الذین الغالب فیھم التعصب وقد صرحوا بکراھۃ الاقتداء بالمتعصب۔ اور چونکہ میں اس کو احوط سمجھتا ہوں اور احتیاط شرعاً محمود و

مطلوب ہے چنانچہ زمعہ کا قصہ صحاح میں مذکور ہے کہ آپ نے ولد کو فراش کا حق فرمایااور باوجود اس کے حضرت سودہؓ کو اس مولود سے احتجاب کا حکم دیا جس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر اس قول کا غیر راجح ہونا بھی ثابت ہو جاوے وانی لاخذ ذلك تب بھی احتیاط کے لئے اس کو اخذ کرنا احفظ للدین ہو گا اس لئے اس قول احوط کو بے دلیل اور نہایت نفرت کی نظر سے دیکھنے کے قابل اور موجب افتراق شدید و اشکال عظیم قرار دینے کو میں پسند نہیں کرتا۔ بلکہ کسی مسئلہ مجتہد فیہا پر بھی ہم جیسوں کا ایسا حکم کرنا غیر مرضی ہے خصوص جب کہ سلف سے ایسا جزئیہ منقول بھی ہو چنانچہ مدونہ مالکؒ میں ہے قال وسئل مالك عمن صلی خلف رجل یقرء بقراء ۃ ابن مسعود قال یخرج ویدعه ولایا ثم به قال و قال مالكؒ من صلی خلف رجل یقراء بقراء ۃ ابن مسعودؓ فلیخرج ولیترکه قلت فهل علیه ان یعید اذاصلے خلفه فی قول مالك قال ابن القاسم ان قال لنایخرج فاری انه یعید فی الوقت وبعده ص۸٤ قلت و ظاهران من کان یقرء بقراء ۃ ابن مسعود فهو یعتقد هاقرانا ومع ذلك لم یجوز مالك الصلوٰۃ خلفه والمسئله مجتهد فیها کما یظهر من مراجعة نیل الاوطارباب الحجة فی الصلوٰۃ بقراء ۃ ابن مسعودؓ الخ۔ اور اس قول کا علم الفقہ کے قول مختار کے ساتھ مغائر ہونا ظاہر ہے اس سے امر اول ثابت ہو گیا کہ میرا جواب اصل مسئلہ کو من کل الوجوہ مفید نہیں۔

امر ثانی کا بیان یہ ہے کہ میں باوجود علم الفقہ کے قول کے قائل نہ ہونے کے اور قول مقابل کی نسبت رائے مذکور پسند نہ کرنے کے پھر بھی صاحب قول مذکور و رائے مذکور کی شان میں ایسے فتوؤں کو اور ایسے الفاظ کو جو کہ اشتہار واجب الاظہار میں نقل کئے گئے ہیں معصیت اور حرام اور غلو اور

مصب سمجھتا ہوں جس کا نہ اعتقاد جائز نہ نقل جائز الاللرد خصوص ان کے محاسن و فضائل و خدمات دینیہ پر نظر کرتے ہوئے ان کے کلام کا محمل صحیح پر حمل واجب ہے بعض محامل اشتہار واجب الاظہار کے جواب میں معہ نظائر پیش بھی کئے گئے ہیں ۱۲ر اگر جواب کی ضرورت ہی تھی تو اتنا کافی تھا کہ مسئلہ مختلف فیہا ہے اور ہمارے نزدیک دوسرا قول راجح ہے اور مجتہد فیہ کی نسبت ایسے الفاظ زیبا نہیں اس لئے مشورہ دیا جاتا ہے کہ گو فتوے سے رجوع نہ کریں۔ گو اولی واوفق بالمصالح العامہ یہ بھی ہے لیکن ایسے الفاظ سے ضرور رجوع فرمالیں کہ اقرب الی ادب الاحکام وابعد عن تشویش العوام ہے او نحوذ لک اس سے امر ثانی ثابت ہو گیا کہ میرا جواب اصل مقصد کے اعتبار سے (کہ وجوب کف لسان ہے مؤلف علم الفقہ کے سب و شتم سے) مفید ہے وفی هذا كفاية انشاء الله تعالىٰ لمن انصف ولم يتعسف والله اعلم والسلام مع الاكرام خير ختام۔ ۱٦ ذيقعده ۱۳۴۴ھ

(تتمہ خامسہ صفحہ ۴۳)

کیا حنفی غیر مقلد کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے

سوال (۲۹۸) مقلد غیر مقلد امام کے پیچھے از روئے مسئلہ حنفی کسی حالت میں نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں اگر پڑھ سکتا ہے تو کس حالت میں اگر نہیں پڑھ سکتا ہے اور ناواقفیت میں پڑھ لیا تو نماز مقلد مقتدی کی ہو گی یا نہیں اگر نماز نہیں ہوئی تو اعادہ کی ضرورت ہو گی یا نہیں فقط؟

الجواب: نماز حسب قواعد فقہیہ صحیح ہو گئی مگر احتیاط اعادہ میں ہے۔ ۱۴ر ذی الحجہ ۱۳۲۷ھ

(تتمہ اول صفحہ ۲۴)

سوال (۲۹۹) ماقولكم رحمهم الله تعالىٰ فى هذه المسئلة

اقتدا الحنفی خلف غیر المقلد جائزام لابینوا بالدلیل؟

الجواب: مبسملاً و حامداً ومصلیا اقول التفصیل عندی ان غیر المقلدین هم اصناف شتی فمنهم من یختلف مع المقلدین فی الفروع الاجتہادیة فقط فحکمهم فی جواز الاقتداء بهم للحنفیه کالشافعیه حیث یجوز شرط المراعات فی الخلافیات الصلوتیة وفاقاً وعند عدم المراعاة خلافاً و بالاول افتی الجمہور فان امر الصلوة مما ینبغی ان یحاط فیه ومنهم من یختلف معهم فی الاجماعیات عند اهل السنة کتجویز النکاح مافوق الاربع و تجویز المتعه وتجویز سب السلف و امثال ذلک وحکمهم کاهل البدعة حیث یکره الاقتداء بهم تحریماً عند الاختیارو تنزیهاً عند الاضطرا روحیث یشتبه الحال الاولی ان یقتدی بهم دفعاً للفتنة ثم یعید اخذاً بالا حوط ولوکانت الفتنة فی الاقتداء فلایقتدی صوناً للمسلمین عن التخلیط فی الدین والتبحر علی الشرع المتین والله تعالیٰ اعلم و عنده علم الیقین والحق المبین ثانی یوم النفرمن ذی الحجه ۱۳۲۹ من الهجرة المقدسة.

(تتمه اولیٰ صفحه ۲۹)(امداد الفتاویٰ ج ۱ص ۲۵۳)

اقتداءِ غیر مقلد ضرورت تقلید سنی شدن

غیر مقلد اقتدار شافعی

سوال(۲۶۸) غیر مقلد کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں، مسلمان ہونے کے لئے ایک مذہب حنفی یا شافعی وغیرہ ہونا ضرور ہے یا نہیں، اگر ہے تو کس وجہ سے اور پیغمبر صاحب اور صحابہ اور اماموں کے وقت میں لوگ حنفی یا

شافعی وغیرہ کہلاتے تھے یا نہیں، جو شخص بموجب قرآن و حدیث کے نماز ادا کرتا ہے، اور ہر مسئلہ میں مقلد ایک امام خاص کا نہ ہوا اور سب اماموں کے برابر حق جان کر جس کا جو مسئلہ مؤافق حدیث کے سمجھے عمل کرے تو وہ مسلمان سنت و جماعت ہے یا نہیں، اقتداء اس کی جائز ہے یا نہیں حنفی مقتدی شافعی وغیرہ امام کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمان فیض اقتران میں طرز عمل لوگوں کا یہ تھا کہ آپ کے قول و فعل کا سنتے دیکھتے اتباع کرتے جو ضرورت ہوتی دریافت کر لیتے، اصول و اسباب و علل و احکام کے نہ کسی نے دریافت کئے نہ پورے طور سے بیان کئے گئے، نہ باہم اختلاف تھا نہ تدوین فقہ کی حاجت تھی، نہ جمع احادیث کی ضرورت تھی، بعد وفات شریف آپؐ کے وقائع قدیمہ میں چونکہ ایک صحابی کو کوئی حدیث نہ پہنچی یا پہنچی لیکن یاد نہ رہی یا یاد رہی مگر فہم معنی میں غلطی ہوئی یا کسی قرینہ سے تاویل کی یا طریق روایت کو مقدوح سمجھا اور دوسرے صحابی کا حال اس کے خلاف ہوا اور وقائع حادثہ میں قیاس دونوں کے مختلف ہوئے اور صاحب وحی سے پوچھنا ممکن نہ تھا، ان وجوہ سے ان میں بعض فروع میں اختلاف پیدا ہوا، پھر وہ صحابہ اقصاء و امصار مختلفہ میں منتشر ہو کر مقتداو پیشوا ہوئے اور تابعین نے ہر نواح میں خاص خاص صحابہ کا اتباع کیا اور ان کے اقوال و افعال کو محفوظ رکھ کر مستند ٹھیرایا اور طرز عمل ہر شہر کا ایک جداگانہ طریق پر ہو گیا جب صحابہ کا زمانہ منقرض ہو گیا، تابعین مقتدا ہوئے اور اپنے ہمعصروں کو جو امور صحابہ سے یاد تھے ان کے موافق فتوے دیتے ورنہ تخریج کرتے، ان سے تبع تابعین نے، اسی طرح اخذ کیا، اس زمانہ میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کوفہ میں اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور اپنے ہم عصر کے تابعین سے آثار و

تخریجات محفوظ کر کے اپنے زمانہ میں کچھ آثار و تخریجات کے موافق کچھ خود استنباط فرما کر فتوے دیئے اور بہت لوگوں نے ان کا اتباع کیا اور تلمذ حاصل کر کے ان کے اقوال و فتاویٰ کو جمع کر کے بعض بعض نواح میں شائع کیا، یہاں تک کہ ان اطراف میں وہ دستور العمل ٹھیر گیا، اس کا نام مذہب امام ابو حنیفہؒ و مذہب امام مالکؒ ہوا۔ اس زمانہ کے اخیر میں امام شافعیؒ پیدا ہوئے، انہوں نے بعض وجوہ تخریج کو مختل سمجھ کر بعض اصول و فروع میں ترمیم کی، اور از سر نو بناء فقہ کی ڈالی بہت لوگوں نے اس کو نقل کر کے مشتہر کیا اور اس کا نام مذہب امام شافعی ہوا یہ لوگ ارباب تخریج کہلاتے ہیں اور بوجہ تورع و اتہام نفس اپنے کے جمع احادیث پر جرأت نہیں کرتے ہیں نہ اس کا چنداں اہتمام تھا، بلکہ جو احادیث و آثار جن اطراف میں پہنچے ان کو کافی سمجھتے تھے، اور چونکہ خدائے تعالیٰ نے تیزی و ذہانت و فطانت عنایت کی تھی، اس لئے فتویٰ پر جری تھے، ان احادیث سے استخراج کرتے اور فقہ کو بنا دین جانتے اور بوجہ میلان کے اپنے ائمہ و اصحاب و اہل بلد کی طرف اور اعتقاد عظمت شان ان کی کے اور اطمینان کے ان پر استخراج میں ان کی مخالفت نہ کرتے اور در صورت حدیث نہ ہونے کے ان کی تصریحات کو یا اصول کو جو ان کے کلام سے ماخوذ ہیں مدار اپنے فتوے کا ٹھیراتے لیکن اگر کوئی قول اپنا یا امام کا مخالف کتاب اللہ یا سنت رسول اللہؐ دیکھتے اس کو ترک کرتے اور یہی وصیت ائمہ اور ان کے اصحاب کی ہے پس لوگوں کا یہی طور تھا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ پیدا ہوئے اور انہوں نے اور جو مثل ان کے تھے انہوں نے اس طرز عمل کو ناکافی اور خوض بالرائے کو مذموم اور سابقین کی رائے کو بخیال نہ پہنچنے بعض احادیث کے بعض اطراف میں نا معتمد سمجھا اور فتویٰ و تفقہ سے احتیاط کی اور احادیث کی جمع و تدوین پر متوجہ ہوئے اور مختلف اقطار سے احادیث کو خواہ ان پر کسی نے عمل

کیا ہو یا نہ کیا ہو خواہ وہ مدینہ کی ہوں یا مکہ کی جمع کرنا شروع کیا یہاں تک کہ ایک ذخیرہ وافی مجتمع ہوا پس ان لوگوں کا طرز عمل یہ ہوا کہ اول کتاب اللہ دیکھتے اگر اس میں حکم نہ ملتا یاذات وجوہ ہوتا تو حدیث دیکھتے اگر اس سے بھی اطمینان نہ ہوتا تو فتوی صحابہ و تابعین کا دیکھتے اگر کہیں سے حکم نہ ملتا تو بناچاری قیاس کرتے لور قیاس کسی اصل پر مبنی نہ تھابلکہ اطمینان نفس اور شرح صدر پر یہ ابتداء ہے اہل حدیث کی چونکہ یہ صورت فقہ کی بہت مشکل ہے اس لئے جب امام احمدؒ سے کسی نے پوچھا کہ جس کو ایک لاکھ حدیثیں یاد ہوں وہ فقیہہ ہو سکتا ہے یا نہیں فرمایا نہیں پھر پوچھا کہ اگر پانچ لاکھ حدیثیں یاد ہوں فرمایا اس وقت امید کرتا ہوں چونکہ امام احمد تخریج بھی کرتے تھے ان کی تخریجات مشہور ہو کر مذہب احمد بن حنبل نام ٹھہرا ہر چند کہ اس وقت دو فریق ہو گئے تھے اہل تخریج و اہل حدیث لیکن ان میں کوئی معاندت یا مخاصمت نہ تھی بلکہ اکثر اہل حدیث سے اہل تخریج کو کوئی حدیث اپنے مذہب کے مخالف پہنچتی اپنا مذہب ترک کرتے ایسے ہی اہل حدیث کو اگر اپنی رائے کا مخالف ہونا صحابہ یا تابعین کے ساتھ معلوم ہوتا وہ اس کو ترک کرتے، اور ایک دوسرے کے پیچھے اقتداء کرتا اور اپنے اپنے کام کو خدمت دین سمجھ کر انجام دیتے اور بزبان حال یہ کہتے ۔

ومن وید فی حب الدیا رلا ھلہا
وللناس فیملہ یعشقون مذاہب
ہر کسے را بہر کارے ساختند
میل او اندر دلش انداختند
ہے ت آنجا کہ آزارے نباشد
کسے رابا کسے کارے نباشد

جب ان کا زمانہ گذر گیا دونوں فریق کے پچھلے لوگوں نے تہذیب و ترتیب دونوں علموں یعنی فقہ و حدیث کی بوجہ احسن کی اہل تخریج نے مسائل میں توضیح و تنقیح و تصحیح و ترجیح و تالیف و تصنیف کی اور جتنے آثار ملتے گئے اور کلام ائمہ سے اصول ماخوذ ہوتے گئے ان پر استنباط و استخراج کرتے رہے اور اقوال ضعیفہ یا مخالفہ نصوص کی تضعیف و تردید کرتے رہے۔ یہ لوگ مجتہد فی المذاہب کہلاتے ہیں اور اہل حدیث نے احادیث صحیحہ و ضعیفہ و مرسلہ و منقطعہ کو جدا جدا ملخص کیا اور فن اسماء الرجال توثیق و تعدیل و جرح روات کو تدوین کیا، اس زمانہ میں صحاح ستہ وغیرہ مدون ہوئیں پس روز بروز رونق و گرم بازاری ان دونوں پاک علموں کی ہوتی رہی اور علماء میں یہ دونوں فریق رہے اور عوام جس سے چاہتے بلا تقیید و تعیین کسی امام یا مفتی کے فتویٰ پوچھ کر عمل کرتے اور جس فتوے میں تعارض ہوتا اس میں اعدل واوثق و احوط اقوال کو اختیار کرتے مائۃ رابعہ تک یہی حال رہا بعد مائۃ رابعہ کے قضائے الٰہی سے بہت سے امور پرآشوب پیدا ہوئے، تقاصر ہمم یعنی ہمتیں ہر علم میں پست ہونا شروع ہوئیں جدال بین العلماء کہ ہر شخص دوسرے کی مخالفت کرنے لگا تراجم بین الفقہا کہ ہر فقیہہ دوسرے کے قول و فتوے کو رد کرنے لگا اعجاب کل ذی رای برایہ یعنی ہر شخص حتیٰ کہ قلیل العلم بھی اپنی رائے پر اعتماد کرنے لگا، تعمق فی الفقہ والحدیث یعنی دونوں علموں میں افراط ہونے لگا یعنی بعض فقہا اپنے اصول ممہدہ سے حدیث صحیح کو رد کرنے لگے اور بعض اہل حدیث ادنیٰ علت ارسال و انقطاع یا ادنیٰ ضعف راوی سے مجتہد کی دلیل کو باطل ٹھہرانے لگے جور قضاۃ یعنی قاضی اپنی رائے سے جس پر چاہتے تعدی کرتے تعصب یعنی اپنی جماعت کو امور محتملہ میں یقیناً حق پر سمجھنا دوسرے کو قطعاً باطل جاننا جب یہ آفتیں پیدا ہوئیں جو لوگ اس زمانہ میں معتدبہ تھے انہوں نے اتفاق کیا کہ ہر شخص کو قیاس کرنے

کا اختیار نہ ہونا چاہئے اور کسی مفتی کا فتویٰ اور قاضی کی قضا معتبر نہ ہونا چاہئے
جب تک کہ متقدمین مجتہدین میں سے کسی کی تصریح نہ ہو چونکہ ائمہ اربعہ
سابقین سے مذہب مشہور تھا لہذا ان کی تقلید پر اجماع کیا گیا اور ترک التزام
مذہب واحد میں ظن غالب تلاعب فی الدین و ابتغاء رخص و اتباع ہویٰ کا تھا
لہذا التزام مذہب معین کا لابد کیا گیا اور بدوں کسی غرض محمود شرعی کے اس
سے انتقال وار تحال کو منع کیا گیا اس وقت سے لوگوں نے تقلید پر اطمینان کر
کے کچھ تو قوت استخراج کی کم تھی کچھ توجہ نہ کی قیاس منقطع ہو گیا بہت لوگ
اہل حدیث میں سے اس مشورت پر مصلحت کے مخالف رہے مگر کسی پر لعن
طعن نہیں کرتے تھے نہ اہل تخریج ان سے کچھ تعرض کرتے تھے یہاں تک کہ
اس سے زیادہ فتنہ انگیز وقت آیا اور دونوں فریقوں میں تشدد بڑھا بعض مقلدین
نے اپنے ائمہ کو معصوم عن الخطا و مصیب وجوباً و مفروض الاطاعت تصور کر
کے عزم بالجزم کیا کہ خواہ کیسی ہی حدیث صحیح مخالف قول امام کے ہو اور مستند
قول امام کا بجز قیاس کے امر دیگر نہ ہو پھر بھی بہت سی علل و خلل حدیث میں
پیدا کر کے یا اس کی تاویل بعید کر کے حدیث کو رد کریں گے، اور قول امام کو
نہ چھوڑیں گے ایسی تقلید حرام اور مصداق قولہ تعالیٰ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ
وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا الآیۃ اور خلاف وصیت ائمہ مرحومین کے ہے اور بعض
اہل حدیث نے قیاس و تقلید کو مطلقاً حرام اور اقوال صحابہ و تابعین کو غیر مستند
ٹھیرایا اور ائمہ مجتہدین یقیناً خاطی و غاوی اور کل مقلدین کو مشرکین و مبتدعین
کے ساتھ ملقب کیا اور سلف پر طعن اور خلف پر لعن اور ان کی تجہیل و تضلیل و
تحمیق و تفسیق کرنا شروع کیا حالانکہ اس تقلید کا مجمع علم امت کا اور داخل عموم
آیہ واتبع سبیل من اناب الی و آیہ فَاسْئَلُوْا اَھْلَ الذِّکْرِاِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ
و آیہ وَجَعَلْنَاھُمْ اَئِمَّۃً یَّھْدُوْنَ بِاَمْرِنَا و آیۃ اُوْلٰئِکَ الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ

فَبِهُدٰیٰهُمُ اقْتَدِہْ کے ہے اور ہر زمانہ میں استفتاء و فتویٰ چلاآتا ہے اگر ہر مسئلہ میں نص شارع ضرور ہو تو استفتاء و فتویٰ سب گناہ ٹھیرے ان دونوں تشددین کے درمیان ایک فرقہ متوسط محقق پیدا ہوا کہ نہ مجتہدین کو یقیناً مصیب سمجھا نہ قطعاً خاطی جانا بلکہ حسب عقیدہ شرعیہ المجتہد یخطی ویصیب دونوں امروں کا محل خیال کیا اور نہ ان کے محرم کو حرام جانا بلکہ حرام و حلال اسی کو اعتقاد کیا جس کو خدا و رسول نے حرام و حلال کیا ہے لیکن چونکہ اپنے کو اس قدر علم نہیں کہ نصوص بقدر حاجت یاد ہوں اور جو یاد ہیں ان میں متعارضات میں تقدیم و تاخیر معلوم نہیں اور نہ قوت اجتہاد یہ ہے کہ ایک کو دوسرے پر ترجیح دے سکیں، اور احکام غیر منصوصہ میں استنباط و استخراج کر سکیں ایسے کسی عالم راشد، تابع حق مجتہد مصیب فی غالب الظن کا اتباع اختیار کیا نہ اس اعتقاد سے کہ وہ شارع ہے بلکہ اس وجہ سے کہ ناقل عن الشارع ہے اور باوجود اتباع کے اس بات کا قصد مصمم رکھا کہ اگر نص مخالف قول امام وضعف مسلک اس کے علم کا ہو گیا تو حدیث کے مقابلہ میں قول امام کا ترک کروں گا اور اس میں بھی مخالفت امام کی نہیں بلکہ عین ان کے امر کی موافقت ہے چنانچہ ہر زمانہ میں تصنیف و اختیار و ترجیح و ترک و فتویٰ چلاآیا ہے یہ متوسط تقلید ہزاروں علماء و مشائخ واولیاء نے اختیار کی ہے اس کے ابطال کے درپے ہونا تضییع اوقات ہے۔

کہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند

روبہ از حیلہ چہ ساں بگسلد ایں سلسلہ را

پس نفس اتباع مجتہد کا تو عموم نص سے ثابت ہوا رہی یہ بات کہ ان چاروں ہی کا اتباع ہو اور چاروں میں سے ایک ہی کا اور ایک کا کر کے دوسرے کا نہ ہو یہ بات اگرچہ بہ تکلف تحت مفہوم نص کے داخل ہو سکتی ہے چنانچہ

میں نے اس بارہ میں ایک تحریر لکھی ہے، مگر صراحۃً منصوص نہیں، لیکن ادنیٰ تامل سے یہ بات ثابت ہو سکتی ہے لیکن اتباع مجتہد کے لئے اس کے اجتہاد کا علم ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ بجز ائمہ اربعہ کے تفاصیل جزئیات کے ساتھ کسی کا اجتہاد محفوظ نہیں پھر مسائل متفق علیہا میں تو سب کا اتباع ہو جاوے گا پس مسائل مختلف فیہا میں سب کا اتباع تو ممکن نہیں ضرور ایک کا ہو گا پھر اس کے لئے وجہ ترجیح بجز ظن اصابت حق کے کیا ہو سکتا ہے، پھر یہ ظن یا تفصیلاً ہو گا یا اجمالاً تفصیلاً یہ کہ ہر جزئی میں سب کے اقوال و دلائل کو دیکھ کر جو راجح ہو اس پر عمل کرے اس میں علاوہ حرج کے اتباع مجتہد کا نہ ہو گا بلکہ اپنی تحقیق کا ہو گا وہو خلاف المفروض پس ضرور ہے کہ اجمالاً ہو گا یعنی ہر امام کے مجموعہ حالات پر نظر کر کے دیکھا کہ کس میں آثار اصابت کے ہیں۔

پس کسی کو امام اعظم صاحبؒ کی مجمل کیفیت سے ان پر ظن اصابت و رشد کا ہوا کیونکہ بقول محققین بسبب تابعی ہونے کے تحت آیۃ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْاعَنْهُ کے داخل اور بتاویل اکثر شراح حدیث قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوکان الایمان عند الثریا لناله رجل من فارس الحدیث او کما قال کے مصداق اور بقول ابن حجر حدیث ترفع زینة السنة ماته و خمسین کے مشارالیہ اور ائمہ ثلثہ رحمہم اللہ کے مثنی علیہ اور عبداللہ ابن مبارک کے ان ابیات کے ممدوح ہیں ۔

لقد زان البلاد ومن علیها
امام المسلمین ابو حنیفة
باحکام واثار وفقة
کآیات الزبور علی الصحیفة
فمافی المشرقین له نظیر

ولا فى المغربين ولا بكوفة
يبيت مشمرا سهر الليالى
وصام نهاره لله خيفه
فمن كابى حنيفة فى علاه
امام للخليقة والخليفة
رايت العائبين له سفاها
خلاف الحق مع حجج ضعيفه
وصان لسانه من كل افك
وما زالت جوارحه عفيفه
يعف من المحارم والملاهى
و مرضاة الآله له وظيفه
وكيف يحل ان يوذى فقيه
له فى الارض اثار شريفه
وقد قال ابن ادريس مقالا
صحيح النقل فى حكم لطيفه
بان الناس فى فقه عيال
على فقه الامام ابى حنيفة
فلعنة ربنا اعداد امل
علىٰ من رد قول ابى حنفيه
اى من رد محقراً لما
قال من الاحكام الشرعية

کسی کو امام شافعیؒ پر یہ ظن ہوا کسی کو امام مالکؒ پر کسی کو امام احمد پر،

پس ہر ایک نے ایک کا اتباع اختیار کیا، جب ایک کا اتباع اختیار کر لیا، اب بلا ضرورت شدیدیا وجہ قوی یا وضوح حدیث مخالف مذہب دوسرے کی اتباع میں شق اول یعنی ظن تفصیلاً عود کرے گی وقد ثبت بطلانہ پس ثابت ہوا کہ انہیں چاروں میں سے ایک ہی کی تقلید کرے علی ہذا اتفق اکثر علماء الاقطار والا مصار سیما خیر البقاع مکۃ والمدینۃ حرسہا اللہ تعالیٰ وھوا لاحق بالا تباع وفیما دونہ خطر د ارتیاع۔ اللھم ثبتنا علی سنۃ رسولک الامین ثم علی حب الائمۃ المجتھدین لاسیما امام الائمۃ کاشف الغمۃ سراج لامتہ ابی حنیفۃ النعمان الساعی فی الدین واحفظنا عن الافراط والتفریط اجمعین، آمین یارب العالمین۔

تقریر بالا سے جواب چاروں سوالوں کا واضح ہو گیا کہ غیر مقلد کے پیچھے بشر طیکہ عقائد میں موافق ہو۔ اگرچہ بعض فروع میں مخالف ہو اقتداء جائز ہے اگرچہ خلاف اولیٰ ہے یہ جواب ہوا پہلے سوال کا اور حنفی شافعی ہونا جزو ایمان نہیں ورنہ صحابہ و تابعین کا غیر مؤمن ہونا لازم آتا ہے لیکن جن وجوہ سبعہ مذکورہ بالا سے متقدمین نے ضروری سمجھا ہے ان وجوہ و مصالح سے حنفی و شافعی ہونا ضروری ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں چونکہ یہ مذاہب ہی نہ تھے اس لئے حنفی شافعی کون کہلاتا البتہ ائمہ کے زمانہ میں یہ لقب مشہور ہو گیا تھا کما مر یہ جواب ہوا دوسرے سوال کا اور جو مقلد مذہب معین کا نہ ہو لیکن عقائد درست ہوں تو مسلمان بھی ہے سنی بھی ہے مگر بوجہ مخالفت سواد اعظم کے کہ انہوں نے تقلید شخصی کو ضروری سمجھا ہے چنانچہ ہم نے آخر تقریر میں اس کی دلیل بھی ذکر کی ہے خاطی ہے اور غالب ہے کہ وقت وقوع حوادث نادرہ کے عمل میں متحیر ہو گا کیونکہ بدوں اخذ اقوال علماء کے بقول امام احمد پانچ لاکھ حدیثیں یاد ہونی چاہیئے نہ یہ کہ صحاح ستہ میں منحصر سمجھ کر ۔

چوآں کرمے کہ در سنگے نہان است
زمین و آسمان وے ہمان است

بے باکی سے مخالفت مجتہدین پر کمر باندھ لی مگر اقتداء اس کی جائز ہے اگر چہ اولیٰ نہیں یہ جواب ہوا تیسرے سوال کا،

اور جب مقلد کو غیر مقلد کی اقتدا جائز ہے تو ایک مقلد کو اگر چہ حنفی ہو دوسرے مقلد کی اگر چہ شافعی ہوا اقتداء کیوں نہ جائز ہو گی۔ مگر اقتدائے شافعی یا غیر مقلد میں ایک امر کا لحاظ رکھنا چاہئے کہ اگر ایسے امام سے کوئی عمل مناقض وضو یا نماز کا بناء بر مذہب مقتدی پایا جاوے تو مقتدی کی نماز ہو گی یا نہیں، سو بعض متقدمین کی رائے تو جواز کی طرف ہے، مگر اکثر علماء نے احتیاطاً حکم فساد صلوٰۃ کا کیا، علیہ الفتویٰ۔ پس ان کی اقتداء میں یہ دیکھ لے، کہ اس کا وضو نماز بھی اپنے مذہب پر درست ہو گیا، یہ جواب ہوا چوتھے سوال کا، هذا مااخذ ته من كلام بعض الافاضل مع اضفت اليه من بعض الدلائل والسائل فليكن هذا آخرما اردناه فى هذا الباب والله اعلم بالصواب اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه والباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه بحرمة من سكن طابه وزارالمشتاقون بابه فقط

(امداد الفتاویٰ ج د ص ۲۹۳ تا ص ۳۰۰)

سوال (۲۸۹) ایک شہر میں بعض لوگ حنفی کہلاتے ہیں اور مولود خوانی فاتحہ خوانی، تیجہ، دسواں بیسواں چالیسواں وغیرہ سب کچھ کرتے ہیں، اور بعض لوگ غیر مقلد کہلاتے ہیں اور ان امور مذکورہ سے مجتنب اور بہت نافر ہیں اور ائمہ اربعہؒ کو اصحاب فضائل و مناقب جانتے ہیں مگر وجوب تقلید شخصی کے منکر ہیں پس نماز میں ان دونوں فریق میں سے کس کی اقتداء کرنی چاہئے ؟

ایک شخص غیر مقلد ہے اور بزرگان دین کو علی سبیل المراتب بزرگ جانتا اور شرک و بدعت سے از حد نافر اور اپنے آپ کو کتاب و سنت کا متبع بتلاتا اور احادیث صحیحہ کو اقوال ائمہ عظامؒ پر ترجیح دیتا بلکہ واجب التقدیم جانتا اور وجوب تقلید شخصی کا منکر ہے اور ایک شخص حنفی مذہب کا پورا پابند ہے سر مو اس کا خلاف نہیں کرتا، اب ان دونوں میں کس کی اقتداء درست ہے اگر دونوں کی درست ہے تو کس کی اقتداء اولیٰ و افضل ہے ؟

جو شخص غیر مقلد مذکور الحال کو بدعتی جانتا اور ائمہ محدثین مثل امام بخاریؒ وغیرہ کو پنساری (مفردات و مرکبات ادویہ فروش) وغیرہ اور ائمہ مجتہدین مثل امامنا الاعظمؒ کو حکیم و طبیب کہتا ہے یعنی محدثین کو الفاظ خفیفہ سے یاد کرتا ہے، تو یہ شخص بدعتی ہوگا یا نہیں اور ائمہ محدثینؒ کو ان لفظوں سے یاد کرنا درست ہے یا نہیں ؟

منکر وجوب تقلید شخصی عنداللہ ملام و معاتب و معاقب و خارج از اہل سنت و جماعت ہوگا یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب : غیر مقلد مذکور فی السوال اگر اور کسی اعتقادی یا عمل بدعت میں مبتلا نہ ہو جیسا کہ اس زمانہ میں بعض غیر مقلدین ہو گئے ہیں صرف انکار وجوب تقلید شخصی سے کہ ایک فرع مختلف فیہ ہے خارج از اہل سنت نہیں ہے، اور اسی طرح مقلد مذکور فی السوال الثانی بھی داخل اہل سنت ہے البتہ حنفی مذکور فی السوال الاول والثالث اور اسی طرح جو غیر مقلد کسی اعتقادی یا عملی بدعت میں مبتلا ہو یہ دونوں مبتدع ہیں اور مبتدعین کی اقتداء مکروہ ہے، اور غیر مبتدعین جب کہ اور صفات میں مساوی ہوں امامت میں برابر ہوں گے البتہ جس کی امامت موجب تقلیل ہو اس کی امامت اس عارض کے سبب خلاف اولیٰ ہے ۴ رجب ۱۳۳۱ھ

(تتمہ ثانیہ ص ۴۸)

بدعتی اور غیر مقلد کو بیعت کرنا

سوال (۲۷۱) جو لوگ سوئم و فاتحہ وغیرہ کرتے ہیں اور بعض ان میں سے متشدد اور بعض نرم و علیٰ ہذا غیر مقلد بھی اگر ان حضرات میں سے کوئی شخص احقر کے ذریعہ سے داخل سلسلہ ہو تو بیعت کروں یا نہیں، حاجی صاحب کے سلسلہ میں مختلف قسم کے لوگ تھے جو ارشاد ہو خیال رکھا جاوے ؟

الجواب: رسوم بدعات کے مفاسد قابل تسامح نہیں، صاف کہہ دیجئے کہ ہمارا طریقہ اختیار کرنا پڑے گا، اور غیر مقلد اگر دو وعدے کرے تو مضائقہ نہیں، ایک یہ کہ مقلدوں کو برا نہ سمجھوں گا اور مقلد سے بحث نہ کروں گا اور دوسرے یہ کہ مسئلہ غیر مقلد عالم سے نہ پوچھوں گا بلکہ مقلد سے پوچھوں گا،

(امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۳۲۲)

کشف تلبیس بعض غیر مقلدین در نقل عبارت صاحب فتاویٰ بتائید خویش

سوال (۴۸۴) السلام علیکم، ایک چورورقہ انجمن اہل حدیث مراد آباد نے کلام المحققین نام رکھ کر شائع کیا ہے جو ہمراہ اس پرچہ کے ارسال خدمت کرتا ہوں جس میں الاقتصاد اور امداد الفتاویٰ مولفہ آنجناب اور مکاتیب رشیدیہ مرتبہ مولوی عاشق الٰہی صاحب میرٹھی سے یہ دکھایا گیا ہے کہ آنجناب تقلید شخصی کو اچھا نہیں سمجھتے کیا جناب کی تحریرات کا یہی مطلب ہے .د غیر مقلدین مراد آباد نے سمجھا ہے جو بات جناب کے نزدیک صحیح اور قابل عمل ہو تحریر فرماویں فقط والسلام۔

الجواب: چورورقہ دیکھا دوسرے حضرات کی تحریرات کی مفصل تحقیق انہی

حضرات سے کرنا مناسب ہے کہ ان کی تحریر کی نقل میں کیا کیا کمی بیشی کی گئی ہے باقی اپنی تحریرات کو میں نے اصل سے منطبق کرنا چاہا تو ناقل کی چند خیانتیں معلوم ہوئیں اور حیرت ہوئی کہ یہ صاحب مدعی عمل بالحدیث کے ہیں اور پھر افتراء وکذب تلبیس کو کس طرح جائز اور گوارا فرماتے ہیں چنانچہ سرسری نظر سے خاص میری طرف منسوب کی ہوئی تحریر میں تین امر قابل تنبیہ تحقیق ہوئے۔

اول : تذکرۃ الرشید سے میرے خط کا جو مضمون نقل کیا ہے وہ میں نے بطور تحقیق اور رائے کے نہیں لکھا، بلکہ بطور اشکال کے پیش کیا ہے یعنی بعض اعمال متکلم فیہا میں جن پر بدعت ہونے کا حکم لگایا جاتا ہے اور تقلید میں فرق پوچھنا مقصود ہے چنانچہ جہاں تک ناقل نے میری عبارت نقل کر کے چھوڑ دی ہے اسی کے ایک سطر بعد یہ عبارت کہ باوجود ان سب امور کے تقلید شخصی کا استحسان و وجوب مشہور و معمول یہ ہے سو اس کا فتح کس طرح مرفوع ہوگا۔ دلیل صریح اس امر کی ہے کہ مقصود اس سے رفع شبہ ہے باوجود تسلیم کرنے وجوب تقلید شخصی کے ورنہ اگر اس کا وجوب تسلیم نہ ہوتا تو پھر اشکال ہی کیا تھا، اور سوال ہی کی ضرورت نہ تھی سو ایک خیانت تو یہ کی کہ میرے سوال کو میری تحقیق بنایا پھر میرے اس خط کے جواب میں مولانا نے یہ لکھا ہے جو صفحہ ۱۳۳ پر ہے جس میں وہ فرق بتلا دیا ہے اور جس کو میں نے تسلیم کیا ہے، اس پر ناقل صاحب نے نظر نہیں فرمائی یا قصداً چھپایا گیا یہ تلبیس اور غش نہیں ہے۔

دوم : اقتصاد سے جو عبارت نقل کی ہے وہ بھی ناتمام ہے یہ مضمون ایک جزو ہے مقصد ہفتم کا اس کے اول میں تصریح ہے کہ اگر عالم متبحر کو خود یا اس کے سوال سے دوسرے کو مجتہد کے قول کا مرجوح ہونا بھی معلوم ہو جاوے تو

اگر اس میں دلیل شرعی سے عمل کی گنجائش ہو اور راجح پر عمل کرنے سے احتمال فتنہ و تشویش کا ہو تو مرجوح پر عمل کر لے اور دو حدیثوں سے اس پر استدلال کیا ہے اس کے بعد یہ لکھا ہے اور اگر گنجائش عمل نہیں بلکہ ترک واجب یا ارتکاب امر ناجائز لازم آتا ہے اور بجز قیاس کے اس پر کوئی دلیل نہیں پائی جاتی اور جانب راجح میں حدیث صریح صحیح موجود ہے اس کے بعد وہ عبارت چل گئی ہے جو ناقل نے لکھی ہے پھر آگے چل کر تصریح کی ہے صفحہ ۷۹ میں کہ ایسے مقلد کو بوجہ اس کے کہ وہ بھی دلیل شرعی سے متمسک ہے اور اتباع شرع ہی قصد کر رہا ہے برا کہنا جائز نہیں یہ ہے پورا مضمون ملخصاً اب اس کو ملاحظہ فرمایئے اور ناقل صاحب نے جو اس سے ثابت کرنا چاہا ہے اس کو دیکھئے کہ اس کو اس عبارت سے کیا تعلق۔

سوم : امداد الفتاوی سے جو عبارت نقل کی ہے اس کا سیاق و سباق بھی اپنے لئے مضر سمجھ کر حذف کر دیا ہے اس سے اوپر فقہاء و محدثین کے مسلک کی مفصل تاریخ لکھ کر کہا ہے کہ یہاں تک کہ اس سے زیادہ فتنہ انگیز وقت آیا اور دونوں فریقوں میں تشدد بڑھا اس کے بعد اول بعض مقلدین کے تشدد کا بیان ہے اور ناقل صاحب نے صرف اس کو نقل کیا ہے اور اس کے بعد یہ عبارت ہے اور بعض اہلحدیث نے قیاس و تقلید کو مطلقاً حرام اور اقوال صحابہؓ تابعینؒ کو غیر مستند ٹھیرایا اور ائمہ مجتہدین کو یقیناً خاطی و غاوی اور کل مقلدین کو مشرکین و مبتدعین کے ساتھ ملقب کیا اور سلف پر طعن اور خلف پر لعن اور ان کی تجہیل و تضلیل و تحمیق و تفسیق کرنا شروع کیا حالانکہ اس تقلید کا جواز مجمع علیہ امت کا اور داخل عموم آیۃ واتبع سبیل من اناب الی اور آیۃ فاسئلوا اهل الذكران كنتم لاتعلمون کے ہے الخ یہ ہے پورا مضمون ملخصاً اب ناقل صاحب سے کوئی پوچھے کہ اس میں تقلید شخصی کی حرمت و

مذمت علی الاطلاق نماں ہے اگر تقلید غیر مشروع پر کلام ہے تو غیر مقلدین کی بھی مذمت اور ان پر ملامت ہے تو دونوں جزؤں پر عمل کرو اور اگر ہم کو مصنف سمجھتے ہو اور عمل ہی کا تتمہ یہ بھی ہے کہ ایک اشتہار اور چھپواؤ جس کی یہ سرخی ہو کہ غیر مقلدین کی خدمت میں اشرف علی کی تقریر اور بعض غیر مقلدین مدعیان اتباع کی تلبیس و بے انصافی ہماری زندگی میں ہم پر یہ افتراء اللہ تعالیٰ اصلاح فرمائے۔

(امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۸۲ تا ص ۳۸۴)

معاملہ با غیر مقلداں

سوال (۵۸۲) ایک اشتہار غیر مقلدوں کا مقام چاند پور میں آیا وہ آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں، اس کا مضمون صحیح ہے یا نہیں، اور ان کے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے یا نہیں؟

حاصل مضمون اشتہار: معنون بہ نقل معاہدہ علمائے اہل حدیث و فقہ مدخولہ عدالت کمشنری دہلی چونکہ دہلی و دیگر امصار میں اکثر نافہم لوگوں نے مسائل فرعیہ میں تنازعات بے معنی برپا کر کے طرح طرح کے اشتہار و رسائل مشتہر کئے اور نوبت بعداوت پہنچائی، فساد و عناد بڑھتا گیا نوبت بفوجداری پہنچی، حالانکہ یہ اختلاف سلف صالح سے چلا آتا ہے لیکن ان حضرات میں بغض و عناد نہ تھا اور آج کل لوگ انہیں فروعی مسائل کے سبب اتفاقی حرمتوں میں مبتلا ہو رہے ہیں کیونکہ غیبت و عداوت بالاتفاق حرام ہے جن مسائل میں اختلاف ہے وہ یہ ہیں نجاست آب، آمین بالجہر، رفع یدین، و دیگر مسائل اختلافیہ بعض نے حرام سمجھا بعض نے مثل مذکورہ غرض جادہ اعتدال سے گذر گئے ایک فریق دوسرے فریق کے افعال میں طعن و توہین سے پیش نہ آوے اور نماز ایک فریق کی دوسرے کے پیچھے جائز ہے آپس میں محبت و اتحاد

رکھیں کوئی کسی کو برا اور بد مذہب نہ جانے منازعت اور تمرار نہ کرے انتہی مختصراً موہبر فلاں و فلاں و دستخط فلاں و فلاں از علمائے مقلدین و غیر مقلدین مقام دہلی۔

الجواب: نقل معاہدہ اہل حدیث و فقہ مدخولہ عدالت کمشنری دہلی سے گذرا مضمون معلوم ہوا ان جھگڑوں میں بولنے کو لکھنے کو جی نہیں چاہا کرتا کیونکہ کچھ فائدہ نہیں نکلتا ناحق وقت ضائع ہوتا ہے مگر آپ نے دریافت فرمایا ہے ناچار عرض کیا جاتا ہے کہ اس کا مضمون بظاہر صحیح ہے مگر حقیقت میں دھوکہ دیا ہے کیونکہ ہمارا نزاع غیر مقلدوں سے فقط بوجہ اختلاف فروع و جزئیات کے نہیں ہے اگر یہ وجہ ہوتی تو حنفیہ شافعیہ کی کبھی نہ بنتی، لڑائی دنگہ رہا کرتا، حالانکہ ہمیشہ صلح و اتحاد رہا، بلکہ نزاع ان لوگوں سے اصول میں ہو گیا ہے کیونکہ سلف صالح کو خصوصاً امام اعظم علیہ الرحمۃ کو طعن و تشنیع کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اور چار نکاح سے زیادہ جائز رکھتے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دربارہ تراویح کے بدعتی بتلاتے ہیں اور مقلدوں کو مشرک سمجھ کر مقابلہ میں اپنا لقب موحد رکھتے ہیں اور تقلید ائمہ کو مثل رسم جاہلان عرب کی کہتے ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے وجدنا علیه آبائنا معاذ الله استغفر الله خدا تعالیٰ کو عرش پر بیٹھا ہوا مانتے ہیں فقہ کی کتابوں کو اسباب گمراہی سمجھتے ہیں اور فقہاء کو مخالف سنت ٹھیراتے ہیں اور ہمیشہ جویائے فساد و فتنہ انگیزی رہتے ہیں علیٰ ہذا القیاس بہت سے عقائد باطلہ رکھتے ہیں کہ تفصیل و تشریح اس کی طویل ہے اور محتاج بیان نہیں بہت، بدگمان خدا پر ظاہر ہے خاص کر جو صاحب ان کی تصنیفات کو ملاحظہ فرماویں ان پر یہ امر اظہر من الشمس ہو جاوے گا پھر اس پر عادت تقیہ کی ہے موقع پر چھپ جاتے ہیں اکثر باتوں سے مکر جاتے ہیں اور منکر ہو جاتے ہیں پس بوجوہ مذکورہ ان سے احتیاط سب امور دینی و دنیاوی میں

بہتر معلوم ہوتی ہے باقی لڑنا جھگڑنا کسی سے اچھا نہیں کہ انجام اس کا بجز خرابی کے کچھ نہیں ہوتا اور مخالف مخاصم جھگڑنے سے راہ پر نہیں آتا تو پھر تکرار بے فائدہ سے کیا حاصل۔ قال الله تعالیٰ يٰاَ يُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَايَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا هْتَدَيْتُمْ الآیة واللہ ولی التوفیق والسلام علی من اتبع الہدی۔

(امداد الفتاوی ج ۴ ص ۵۶۱، ۵۶۲)

اھلحدیث کو وہابی کہنے کا حکم

سوال: جو لوگ اہلحدیث و محمدی کہلاتے ہیں ان کو جو وہابی کہا جاتا ہے کیا یہ لقب خدا و رسول نے دیا ہے یا لوگوں نے؟ اگر خدا و رسول نے نہیں دیا تو پھر اس لقب کے ساتھ ملقب کرنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب: اس لقب کے معنی یہ ہیں کہ جو شخص مسلک میں ابن عبدالوہاب کو اپنا مقتدا یا موافق ہو پس اگر یہ اتباع یا توافق مطابق واقع کے ہو تو یہ لقب درست ہے ورنہ کذب وَلَاتَنَابَزُوْا بِالْاَ لْقَابِ کی مخالفت ہے جیسے وہ لوگ مقلدین کو بدعتی اور مشرک کہتے ہیں۔

(امداد الفتاوی ج ۴ ص ۳۹۶)

سوال: غیر مقلدین از ذبیحہ واز دعوت حنفی المذہب نفرت دارند یعنی دعوت قبول نمے کنند و ذبیحہ نمے خورند، دریں صورت اگر ذبیحہ و دعوت او شاں ما یاں تنفر شویم چہ حرج؟

الجواب: چوں ایں تنفر غیر مقلدین از مباح و حلال خلاف مشروع ہست و زجر بر غیر مشروع ہست لہذا اگر زجراً نہ کہ اعتقاداً از ایشاں تنفر کردہ شود مضائقہ نیست۔

(امداد الفتاوی ج ۴ ص ۲۰۴)